ہندومت، یہودیت اور اسلام میں تعددِازدواج کا تصور ایک تقابلی جائزہ

The concept of polygamy in Hinduism, Judaism and Islam A Comparative study

* شہاب نعمت خان

**ڈاکٹر شبیر احمد

Abstract

This article aims at dealing with the misconceptions regarding the polygamy of the Holy Prophet (PBUH). Many non-Muslim scholars like William Muir and Henry Lehmenn have badly criticized the marriages of Holy Prophet (PBUH). However, the marriages of Muhammad (PBUH) were meant to preach Islam in its true letter and spirit as the wives of Holy Prophet (PBUH) belonged to different tribes of Arabs. Thus, various Arab tribes were attracted towards Allah's messenger and Islam because of these marriages.. Apart from this, a woman could better explain the Islamic teachings relating to women than a man could do. The wives of Holy prophet observed the private life of the Prophet and shared their observation with other Muslims. In a nutshell, these marriages were not meant for fulfilling human desires but for promotion of Islam. Similarly, polygamy finds a positive place in other religions of the world, like Hinduism and Judaism too. This article has elaborated these issues pertaining to the concept of polygamy in Islam.

Key words: *Misconceptions, polygamy, criticize, spirit, wives.*

اسلام میں ایک سے زیادہ شادیاں اسلام مخالف عناصر کے لئے اہم نظریاتی ہتھیار رہے ہیں۔ اس میں عہد رسالت کے حالات سے بے خبری، قبائلی تمدن کی پست ذہنی سطح، مذہبی گروہی تعصب اور منافرت جیسے عنصر شامل ہیں۔ اس سلسلہ میں اسلام مخالف عناصر کا رویہ اس طرح کے غلط فہمیوں کی حوصلہ افزائی کر رہا ہے تاکہ حضور ﷺ کی اصل تعلیمات کو چھپایا جاسکے اور دنیا میں تہذیب و تمدن اور ثقافت کو دیئے گئے اسلام

*اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اسلامیات، بیونٹمز یونیورسٹی، کوئٹہ

**اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اسلامیات، بیونٹمز یونیورسٹی، کوئٹہ

کے قابل ذکر عطیات کو اس پورے منظر نامہ سے پسِ پشت ڈالا جاسکے۔ 9/11 کے حادثے کے بعد اسلام دشمن عناصر نے اسلام اور مسلمانوں پر ہر طرف سے حملہ کرنے کی کوشش کی میڈیا ٹرائل کیا گیا اور رسول ﷺ کی تعلیمات پر کاری ضرب لگانے کی کوشش کی۔

عہد وسطیٰ سے لیکر 18ویں صدی تک کے مفکرین اور انیسویں صدی کے مستشرقین، جس میں ولیم موئیر (William Muir)اور ہنری لہمین (Henry Lehmenn) شامل ہیں تمام ناقدین نے حضور اکرم ﷺ کی زندگی کے دو گوشوں یعنی جنگوں اور تعدد ازدواج کو ہدفِ تنقید بنایا۔

مطالعے کی کمی اور معلومات سے آگاہی نہ ہونے کی وجہ سے سادہ لوح مسلمان بھی اس کا شکار ہوتے رہے۔ زیر نظر مقالے کا مقصد تعدد ازواج کے حوالے سے مسلمانوں میں آگاہی اور شعور بیدار کرنا اور حضور ﷺ کے مقام، مرتبے اور آپ ﷺ کی ازواج کی پاکدامنی عام آدمی تک پہنچا کر اسلام دشمن نظریات سے بچانا ہے۔

ہندومت میں تعدد ازدواج

تعدد ازدواج کی رسم تقریباً ہر دور، ہر مذہب میں رائج رہی ہے یہودیت ہو کہ ہندومت یا پھر اسلام، یہ رسم کہیں قانونی تھی اور کہیں غیر قانونی۔ بعض مذاہب میں ایک شوہر کی لاتعداد بیویاں اور ایک عورت کے بے شمار خاوند ہوتے تھے نہ کوئی قانونِ ازدواج تھا اور نہ ہی شادی بیاہ کے اصول و ضوابط، ہندومت جو سب سے پرانا مذہب کہلاتا ہے کے مطالعہ سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ ویدک عہد اور دھرم سوتر دونوں زمانوں میں تعدد ازدواج رائج تھا۔ ہندومت کی الہامی کتب میں تعدد ازدواج کا تذکرہ مختلف طریقوں سے پایا جاتا ہے جس کے لیے درج ذیل مخصوص الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں۔

i۔ایتاریا برہمنہ(Aitareya Brahmana)

ایک مرد کی ایک سے زائد بیویاں ہو سکتی ہیں لیکن ایک عورت ایک سے زائد شوہر نہیں رکھ سکتی۔

ii۔آپاستامبہ(Apastamba)

اگر بیوی مذہبی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کی خواہش مند ہو اور اس کی اہل بھی ہو اور اولاد بھی جن سکتی ہو تو اس صورت میں شوہر دوسری بیوی نہیں رکھ سکتا، اگر بیوی دونوں میں سے کسی ایک صلاحیت سے محروم ہو تو پھر شوہر کو دوسرے نکاح کی اجازت ہے لیکن ''اگنی ہوتر'' کی آگ کو روشن کرنے سے پہلے پہلے۔

iii۔بدھایانہ (Baudhayana)

اگر بیوی بدزبان ہو تو پھر شوہر ایک سے زائد شادیوں کا حق رکھتا ہے۔

iv۔دیوالہ (Devala)

شودر ایک ،ویش دو، چھتری تین، برہمن چار اور بادشاہ لاتعداد بیویاں رکھ سکتا ہے ۔

v۔ گوتمہ(Gautama)

برہمن کو تین، چھتری کو دو، ویش اور شودر کو صرف ایک بیوی رکھنے کی اجازت ہے۔اگر شوہر غائب ہو تو بیوی کو چھ سال انتظار کرنا چاہیے اگر اس مدّت میں اس کا پتہ چل جائے تو بیوی کو شوہر کے پاس چلے جانا چاہیے۔

vi۔کوٹلیہ (Kautilya)

بانجھ دوسری مرتبہ حاملہ نہ ہو سکنے والی یا نارینہ اولاد سے محروم عورت کا آٹھ سال تک، نارینہ اولاد جنم دینے والی بیوی کا دس سال اور بچیوں کو جنم دینے والی عورت کا بارہ سال تک انتظار کرے۔اس کے بعد بیٹے کا خواہش مند مرد دوسری عورت سے شادی کر سکتا ہے۔

جہیز اور استری دھن والی اور استری دھن نہ ملنے والی عورت کو اس کے برابر نان ونفقہ اور اسی کے مطابق گزارہ دے کر (مرد) کو ایک سے زائد شادیاں کرنے کا اختیار ہے۔[1]۔ ڈاکٹر الٹیکر نے سنسکرت کے مستند حوالوں سے لکھا ہے کہ :

''مؤخر ویدک لٹریچر میں متعدد شہادتیں ملتی ہیں کہ تعداد ازدواج کا رواج معاشرے کے بعض طبقات میں پوری طرح سرایت کیے ہوئے تھا۔''.[2]۔

مشہور اور نامور تاریخ دان اور جغرافیہ دان ابوریحان البیرونی جو کئی سالوں دنیا میں گھومتے رہے اور ہندوستان میں مدتوں مقیم رہے، سنسکرت زبان سیکھیا۔ یہاں کے علوم، فن لطیفہ اور رسم ورواج کا مشاہدہ کر کے ہندوستانی تہذیب وثقافت پر مستند کتاب ''تحقیق ماللہند''تصنیف کی، موصوف اپنی اس کتاب میں رقم طراز ہیں: ''اہل ہند میں سے بعض کی نظر میں طبقاتی اعتبار سے متعدد عورتیں ہو سکتی ہیں۔ چنانچہ برہمن کے لیے چار، چھتری (کشتر) کے لیے تین، ویش کے لیے دو اور شودر کے لیے ایک بیوی ہو گی۔ [3]۔" اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ایک سے زیادہ شادیاں نہ تو انسانی فطرت کے خلاف ہے اور نہ ایسا انوکھا عمل جس کی نظیر گزشتہ اقوام میں نہ ملتی ہو۔

یہودیت میں تعدد ازدواج

یہودیت کا زیادہ تر انحصار تورات، تلمود اور علماء، مفتی اور قضاۃ یہود کے فتاویٰ یا ان کے فیصلوں پر ہے۔ حالانکہ یہ آسمانی مذہب ہے، لیکن زمانے کے اتار چڑھاؤ اور یہودیوں کی دنیا پرستی نے ان کو اتنے زیادہ مدوجزر، عروج و زوال سے گزرا ہے کہ اس میں تحریف در تحریف نے ان کے دین کا حلیہ بگاڑ دیا ہے جس کی وجہ سے اصل دین کو پہچاننا مشکل ہو گیا ہے۔ یہود اہل کتاب شمار کیے جاتے ہیں اور اپنے آپ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا متبع سمجھتے ہیں۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شخصیت اس قدر باوقار ہے کہ الہامی مذاہب کے متبعین ان کو ابوالانبیاء مانتے ہیں۔ اور محققین کے تخمینے کے مطابق پوری دنیا میں تقریباً نصف سے زیادہ انبیاء ورسل حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسل میں مبعوث کیے گئے۔ اور حضرت ابراہیم اپنی نسل دسویں پشت میں حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے حضرت سام سے منسوب ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور تعددِ ازدواج

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دو بیویاں حضرت سارہ اور حضرت ہاجرہ معروف ہیں۔ حضرت سارہ کے بطن سے حضرت اسحاق علیہ السلام پیدا ہوئے، جن سے بنی اسرائیل کی نسل چلی اور دوسری بیوی حضرت ہاجرہ سے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ولادت ہوئی، جو عربوں کے جد امجد ہیں۔ ان کے علاوہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ایک تیسری بیوی بھی تھیں جن کا نام قتورہ خاتون ہے جن کے بطن سے زمران نامی لڑکا پیدا ہوا تھا[4]۔"یورپین مصنف ویسٹر مارک (Wester Marck) لکھتا ہے:

> ''بہت سے مواقع پر لوتھر نے کثرت ازدواج کی بابت کافی نرم رویہ اپنایا، خدا نے اس سے منع نہیں کیا، یہاں تک کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی جو ایک کامل انسان تھے دو بیویاں تھیں، خدا نے عہد نامہ قدیم کے بعض لوگوں کو خاص حالات میں ایسی شادیوں کی اجازت دے رکھی تھی''[5]۔

حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے حضرت سام کی وجہ سے یہود کو سامی (Semetic) کہا جاتا ہے اور اسی لفظ سے سامیت (Semitism/Semetic) الفاظ تاریخ میں رائج ہوئے۔ یہود اپنے نسلی تفاخر پر اتنے مغرور ہوئے کہ قرآن کریم میں انہیں '' مَغضُوب''قرار دیا۔ حتیٰ کہ ان میں رائج بدعات، لادینیت، خدا فراموشی، انبیاء کے قتل اور دیگر اعمال قبیحہ کی وجہ سے ان کے بارے فرمایا:

﴿وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكَ لَيَبْعَثَنَّ عَلَيْهِمْ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ مَنْ يَسُومُهُمْ سُوءَ الْعَذَابِ إِنَّ رَبَّكَ لَسَرِيعُ الْعِقَابِ وَإِنَّهُ لَغَفُورٌ رَحِيمٌ﴾[6]

ترجمہ: ''اور اس وقت کو یاد کرو جب خبر کر دی تھی تیرے رب نے کہ ضرور بھیجتا رہے گا یہود پر قیامت کے دن تک ایسے شخص کو کہ دیا کرے ان کو برا عذاب بیشک تیرا رب جلد عذاب کرنے والا ہے اور وہ بخشنے والا مہربان ہے''

یہود کا اصل نام بنی اسرائیل ہے برادری سے باہر شادی، یعنی یہودی کی غیر یہودی سے شادی کو قوم کی بقا کے لیے خطرہ سمجھا جاتا ہے۔ الہامی مذہب ہونے کے باوجود تحریفات نے اصل تعلیمات کو ختم کر دیا ہے ۔

یہودیت میں تعددِ ازدواج

یہودی مذہب میں عورت کی ذمہ داری مرد کی خدمت اور اولاد پیدا کرنا ہے اسی لیے بانجھ عورت کا شوہر بغیر اجازت کے دوسری شادی کر سکتا ہے۔ معمولی سے معمولی خطا پر عورت کو طلاق دی جا سکتی ہے اور شوہر کے انتقال کے بعد صرف شوہر کے بھائی سے ہی شادی کر سکتی ہے جب کہ مرد جتنی چاہے شادیاں کر سکتا تھا۔ یہودیت کے ازدواجی نظام میں عورت کا مقام نہایت پست ہے اور اس کی وجہ ان کا خود ساختہ نظریہ ہے کہ حضرت آدمؑ کو حضرت حوّاؑ کی وجہ سے جنت سے نکالا گیا ہے۔ اس کی وجہ سے عورت کو مرد کی غلامی، ماہواری اور دردِ زہ میں مبتلا کیا گیا ہے ۔ کتاب مقدس میں ہے: ''میں تیرے دردِ حمل کو بڑھاؤں گا۔ تو درد کے ساتھ بچے جنے گی اور تیری رغبت اپنے شوہر کی طرف ہو گی اور وہ تجھ پر حکومت کرے گا [7] ۔ ''تمدّنِ عرب'' میں یہودی معاشرہ میں عورت کی حیثیت ان سخت الفاظ میں بیان کی گئی ہے: ''گھوڑا اچھا ہو یا برا اسے مہمیز کی ضرورت ہے اور عورت اچھی ہو یا بری اسے مار کی ضرورت ہے۔''[8]

مقدس توریت اور تلمود کے عہد میں قدیم اسرائیلی باشندے ایک سے زائد بیویاں رکھا کرتے تھے، کبھی کبھار ان کی تعداد سینکڑوں تک پہنچتی تھی۔ تلمود اور شریعت موسوی کے پیروکاروں کی ایک سے زائد بیویاں ہوا کرتی تھیں۔

انسائیکلوپیڈیا بیبلیکا (Encyclopedia Biblica) کے مطابق:

''ایک عام یہودی کو چار شادیاں کرنے کی اجازت تھی جبکہ ایک بادشاہ یا حکمران آٹھ شادی کا مجاز تھا۔''[9]

یہودی مصنت ابراہیم لیون ''تاریخ یہود'' میں لکھتا ہے کہ:

''تعددِ ازدواج کی کوئی قانونی ممانعت نہ تھی، یہاں تک کہ قرون وسطیٰ میں ''Rabbi Gershom'' کے جاری کردہ فتوے کے مطابق مرد جتنی شادیوں کی استطاعت رکھتا ہے اتنی کر لے ۔ ہمیں بتایا گیا کہ ''Gideon'' کی ستر بیویاں تھیں، اور ہم داؤد کی بیویوں میں کم از کم سات کے نام جانتے ہیں، یہودی تاریخ میں سب سے بڑا جرم غالباً سلیمان ہی کا تھا۔ " [10]۔

ہارپر (Horper's) کی بائبل ڈکشنری میں لکھا ہے کہ:

''عہد نامہ قدیم کے زمانہ میں تعددِازدواج کی اجازت تھی اور توریتی قانون نے بھی اس کی ممانعت نہیں کی۔ داشتاؤں، کنیزوں اور دوسری بیویوں کی کثرت ایک معمول تھا، حضرت ابراہیم، یعقوب اور یوسف (علیہم السلام) ایک سے زیادہ بیویاں رکھتے تھے۔ بادشاہوں کی بہت سی بیویاں ہوتیں، جیسے داؤد اور سلیمان (علیہما السلام) نے سیاسی اتحادوں کے لیے کیں۔''[11]

بنی اسرائیل کے انبیاء تعددِازدواج کے جواز پر عملاً عامل رہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی چار بیویاں تھیں۔ قتورہ خاتون [12]۔" حشیر قینی [13]۔"حباب [14] "علاوہ ازیں حضرت موسیٰؑ کے لیے لاتعداد بیویوں کا جواز ذیل کے اقتباس سے ہوتا ہے:

''جب تو لڑائی کے لیے اپنے دشمنوں پر خروج کرے اور خداوند تیرا خدا ان کو تیرے ہاتھوں سے گرفتار کرے اور تو انہیں اسیر کر لائے اور ان اسیروں میں خوبصورت عورت دیکھے اور تیرا جی چاہے کہ تو اپنی جورو بنائے تو تو اسے اپنے گھر میں لا اس کا سر منڈا اور ناخن کٹوا، تو وہ اپنا اسیری کا لباس اتارے گھر میں رہے۔ اور ایک مہینہ بھر اپنے باپ اور اپنی ماں کے سوگ میں بیٹھے بعد اس کے ساتھ تو خلوت کر اور اس کا خصم بن اور وہ تیری جورو بنے۔" [15]

یہودیت میں کثیر ازدواجی تعلقات کی روایات دسویں صدی عیسوی کے اواخر تک برقرار رہیں یہاں تک کہ ''ربی گرشوم بن یہودہ''(960-1030ق م) نے اس کی ممانعت کا حکم دیا۔ البتہ ''شیفارڈک'' یہودیوں میں یہ طرز عمل 1950ء تک جاری رہا۔ 1950ء میں اسرائیل میں یہودیوں کے چیف ربی کے آفس نے ایک سے زیادہ خواتین سے شادیوں کو ممنوع ٹھہرایا۔

مگر اس سے یہودیوں میں تعددِازدواج کے سلسلے کو ختم کہنا غلط ہوگا کیونکہ نامور یہودی مصنفین مثلاً اسی۔ ڈی۔ گوبٹین اپنی کتاب ''یہودی اور عرب''، ایل۔ ٹی۔ ہاب بالوس اپنی کتاب ''مارلس ان ایولیوشن'' (Morals in Evolution) اور ای۔ اے۔ ویسٹر مارک '' اے شارٹ ہسٹری آف میرج'' میں اب بھی یہودیوں میں تعدد ازواج کے تسلسل کے قائل ہیں[16]۔"

انبیاء یہود اور تعددِازدواج

انبیائے یہود کی بھی سوانحی تاریخ تعددِازدواج کے جواز اور اس کے تعامل کے شاہد ہیں۔ اور تعددِازدواج کے عدم جواز پر کسی پیغمبر یا نبی کی جانب سے اس کی ممانعت یا عدم جواز کی کوئی دلیل نہیں ملتی۔ انبیائے سابقین میں

معروف انبیاء تعدد ازدواج پر عامل رہے۔ چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سوانحی تاریخ تعددِازدواج پر عامل رہنے کی بین دلیل ہے جیسا کہ اوپر ذکر کیا جاچکا ہے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کی درج ذیل بیویوں کا پتہ چلتا ہے:

لیاہ والدہ روبن، شمعون، لاوی، یہودہ، آشکار، ربلون[17]۔"

زلفہ والدہ جد، آشتر [18] ۔"

رافل والدہ یوسف (علیہ السلام) وبن یامین [19] ۔"

ہلیہ والدہ دان و نفتال۔[20]۔"

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی متعدد بیویوں کے نام ملتے ہیں [21]۔".

علاوہ ازیں سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے تعدد ازدواج کے جواز کا پتہ چلتا ہے [22]۔" حضرت داؤد علیہ السلام کی درج ذیل بیویاں تھیں۔

اخنوعم والدہ امنون [23]۔"

ابی جیلی والدہ کلیاب۔

میکل بنت سارہ شاہ اسرائیل [24]۔"

معکہ بنت تلمی شاہ جسور، والدہ اسلوم [25] ۔"

حجیت والدہ ابی سلوم وادونیاہ۔

ابیطال والدہ سقطیاہ۔

عجلاہ والدہ تیرعام۔

بنت سبع وخترابیعام والدہ سلیمان علیہ السلام 26- ".

ابی شاگ 27-".دس حرمیں 28-".

انبیائے سابقین میں تعددِازدواج کے حوالے سے سلیمان علیہ السلام کو دیگر تمام انبیاء پر سبقت حاصل تھی [29] ۔ ". آپ کی سات سو بیویاں اور تین سو حرم میں تھیں۔ جبکہ آپ کے بڑے بیٹے رجعام کی اٹھارہ بیویاں اور ساٹھ حرم میں تھیں [30]۔

اسلام میں تعددِ ازدواج کا تصور

دین اسلام کی خصوصیات میں سے ایک جامعیت ہے کہ زندگی کے ہر شعبہ سے متعلقہ احکام کی تفصیل پائی جاتی ہے۔ باقی نظاموں کی طرح اسلام کا ازدواجی نظام بھی افراط و تفریط سے پاک۔ قابل عمل اور انسانی فطرت کے عین مطابق ہے۔ بقول ڈاکٹر خالد علوی:

''اسلام کا ادارہ ازدواج ایک مربوط نظام ہے اس میں نکاح، طلاق، ایلاء، خلع،، ظہار اور لعان وغیرہ شامل ہیں۔ اس کی ہر ایک شق انسانی مزاج اور اس کی فلاح کے عین مطابق ہے۔ یہ ادارہ انسانی اجتماعیہ کی بنیاد ہے۔ اگر اس کی تنظیم صحیح طریق پر ہو تو یوں سمجھیے کہ کوئی معاشرتی فساد رونما نہیں ہوگا۔''[31]

عبدالمجید دہلوی بنی کریم ﷺ کی ازدواجی زندگی کے متعلق رقم طراز ہیں:

''سرکار عالم ﷺ کی حیات ازدواجی بھی اپنے اندر پوری کشش رکھتی ہے اور آپ ﷺ کی حیاتِ مبارکہ کا یہ پہلو بھی اتنا روشن اور منور ہے کہ دنیا آج بھی اس نور کے ضیاء سے اپنے گھروں کے ازدواجی اندھیروں کو دور کر سکتی ہے۔''[32]

قرآن اور تعددِ ازدواج

اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے:

﴿وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَى فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنَى وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةً أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ذَلِكَ أَدْنَى أَلَّا تَعُولُوا﴾[33]

ترجمہ: ''اور اگر ڈرو کہ انصاف نہ کر سکو گے یتیم لڑکیوں کے حق میں تو نکاح کر لو جو اور عورتیں تم کو خوش آویں دو دو تین تین چار چار پھر اگر ڈرو کہ ان میں انصاف نہ کر سکو گے تو ایک ہی نکاح کرو یا لونڈی جو اپنا مال ہے اس میں امید ہے کہ ایک طرف نہ جھک پڑو گے۔''

تعدد ازدواج کے جواز پر یہ آیت نہایت صریح ہے چنانچہ شریعت اسلامیہ میں ایک مرد کے لیے بیک وقت چار عورتوں نکاح میں رکھنے کی اجازت ہے اس سے زیادہ نہیں اس پر سب مسلمانوں کا اجماع ہے۔ غیلان بن امیہ ثقفی جب اسلام لائے تو ان کے عقد میں دس بیویاں تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ:

''اختر منهن اربعا وفارق سائرهن-'' [34] ''ان میں سے چار کو چن لو اور باقی تمام کو جدا کر دو''

لیکن تعدد ازدواج کی بنیادی شرائط میں سے ایک عدل ہے جس کا ثبوت اللہ تبارک و تعالیٰ کے فرمان:

﴿فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةً أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ﴾[35]

ترجمہ: ''پھر اگر ڈرو کہ ان میں انصاف نہ کر سکو گے تو ایک ہی نکاح کرو یا لونڈی جو اپنا مال ہے''۔

ہوتا ہے یہ برابری نفقہ، لباس، شب باشی اور ان مادی امور میں ہے جن میں عدل ممکن ہو اس میں دلی محبت میں عدل شامل نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ اگر تم چاہو بھی تو نہیں کر سکتے :۔

﴿وَلَنْ تَسْتَطِيعُوا أَنْ تَعْدِلُوا بَيْنَ النِّسَاءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ﴾[36]

'' اور تم ہر گز عورتوں کے مابین عدل نہیں کر سکتے اگرچہ تم اس کی کوشش بھی کرو''

اور دوسری شرط نفقہ پر قدرت ہے کی دلیل اللہ تعالیٰ کا فرمان:

﴿وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ نِكَاحًا حَتَّى يُغْنِيَهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ﴾[37]

ترجمہ:''اور اپنے آپ کو تھامتے رہیں جن کو نہیں ملتا سامان نکاح کا جب تک کہ مقدور دے ان کو اللہ اپنے فضل سے۔''

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں یہ حکم دیا ہے کہ جو بھی نکاح کی استطاعت رکھتا ہو اور اس میں کوئی مانع ہو تو وہ پاکبازی اختیار کرے، اور نکاح کے مانع اشیاء میں: مہر کی رقم اور نان نفقے کا نہ ہونا شامل ہے۔[38] مذکورہ بالا شرائط کے بغیر نکاح ثانی ناجائز ہے۔

تعدد نکاح کی اباحت میں حکمت

1) تعدد نکاح کے جواز پہلی حکمت توالد وتناسل ہے بیویاں جتنیز یادہ ہوں گی نسل اتنی زیادہ بڑھے گی اور عقلمندوں کے ہاں یہ بات معروف ہے کہ افراد کی کثرت امت کی تقویت کا باعث ہوتی ہے۔

2) تحقیقی سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ عورتوں کی تعداد مردوں کے مقابلے میں زیادہ ہے ہر مرد اگر ایک ہی نکاح پر اکتفا کرے گا، تو بہت سی عورتیں بغیر نکاح کے رہ جائیں گی۔ اس سے خاندانی نظام تو متاثر ہو گا ہی اس کے ساتھ خواہشات کی تکمیل کے غلط راستے اپنان کی وجہ سے زنا فحاشی بڑھے گی جو معاشرے میں مہلک بیماریوں مثلاً ایڈز اور اس جیسی دوسری متعدی امراض پھیلنے کا سبب ہے ۔

3) بعض مردوں کی شہوانی قوت زیادہ ہوتی ہے اور عورتیں ایسی متعدد امراض کا شکار رہتی ہیں جن میں ماں بیوی کا میلاپ جائز نہیں ہوتا ان حالات میں شوہر کو ایک نکاح کا پابند کرنے سے شوہر مشقت میں پڑ جائے گا اور شہوت کی تکمیل کے ناجائز طریقے اختیار کرنے پر مجبور ہو گا جو ناجائز ہے۔

4) درج بالا وجوہات کی روشنی میں تعدد نکاح ایک فطری امر ہوا جو اسلام اور اس سے پہلی شریعتوں میں جاری رہا اور متعدد انبیاء نے اس کو اپنایا

اس کے ساتھ ساتھ اس نکاح میں ہمدردی کا پہلو کار فرما ہو سکتا ہے کہ مرد اپنی کسی ایسی قریبی رشتہ دار کی اعانت کرنا چاہتا ہو جو شادی شدہ نہ ہو یا پھر بیوہ ہو اور مرد اسے عفت و پاکدامنی کے ساتھ مالی مشکلات سے بچانا اہتا ہو یہ اجر عظیم ہے [39]۔"

انبیاء سابقین اور تعددِازدواج

مختلف انبیاء کی متعدد ازواج رکھنے کی روایات ملتی ہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام کی شریعت میں مردوں کو ایک سے زائد شادیوں کی اجازت تھی اور اولادِ نوح میں سے ''لمک'' متعدد شادیاں کیں جس کا ذکر بائبل میں اس طرح سے ملتا ہے کہ: ''اور لمک دو عورتیں بیاہ لایا، ایک کا نام عدہ اور دوسری کا نام ضلہ تھا[40]

ابراہیم علیہ السلام جو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جدِامجد ہیں اور یہودیوں اور عیسائیوں دونوں کا دعویٰ ہے کہ ہم ابراہیم کے اولاد ہیں، بلکہ اس سے بھی بڑھ کر وہ اُنہیں اپنا امام اور مقتدا مانتے ہیں۔ حافظ ابن کثیر کی روایت کے مطابق ابراہیم علیہ السلام نے چار نکاح کیے تھے۔ حافظ ابن کثیر اس حوالے سے لکھتے ہیں:

> ''ابراہیم علیہ السلام کی دوسری بیوی حاجرہ قبطیہ مصریہ کے بطن سے سب سے پہلے حضرت اسماعیل علیہ السلام پیدا ہوئے، پھر ان کی پہلی بیوی حضرت سارہ کے بطن سے حضرت اسحاق علیہ السلام پیدا ہوئے۔ قنتورہ کے علاوہ حجون بنتِ امین سے بھی عقد کیا''[41]

مذکورہ عبارت سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت حاجرہ و سارہ ایک ہی وقت میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے نکاح میں رہیں۔ ابراہیم علیہ السلام کے حاجرہ وسارہ سے نکاح کی تائید بائبل کی کتاب پیدائش کے باب نمبر ۱۶ کی آیت نمبر ۲ سے بھی ہوتی ہے، جہاں مذکورہ واقعہ ذکر ہے، اگرچہ بائبل سے حضرت حاجر کا لونڈی ہونا معلوم ہوتا ہے۔

اگر بنی اسرائیل حضرت یعقوبؑ کی اولاد ہیں تو یہود و نصاریٰ کو معلوم ہونا چاہیے کہ ان کے جدِاعلیٰ نے خود ''تعددِازدواج'' پر واضح طور پر عمل کیا۔ بائبل کتابِ پیدائش اور دیگر مقامات کے مطالعہ سے واضح ہے کہ یعقوب علیہ اسلام نے اپنے ننھیال یعنی ماموں ''لابن'' کے ہاں رہ کر بیس برس تک بکریاں چرائیں اور ان کی دو بیٹیوں ''لیاہ'' اور ''لاخل'' سے شادی کی، نیز ان کی دو لونڈیوں ''زلفا'' اور ''بلیا'' سے بھی مصاحبت کی [42]" سیدنا

یعقوب علیہ السلام کی ازدواجی زندگی کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی شریعت میں دو بہنوں کے ساتھ بیک وقت نکاح" جمع بين الأختين "نہ تھااور خود یعقوب علیہ السلام نے اس پر عمل بھی کیا۔اسی طرح بائبل میں تفصیل کے ساتھ ذکر ہے کہ اسحٰقؑ کے دوسرے بیٹے "عیسو" اپنے بیٹے اسماعیل کے ہاں چلے گئے، وہاں ان کی صاحبزادی سے شادی کی نیز اس کے علاوہ بھی کئی شادیاں کی [43]-"جن میں "بیری حتی "کی بیٹی "یہودتھ "اور "ایلون" کی بیٹی "بشاتھ" سے بیاہ کیا [44] -

بنی اسرائیل ہی کے دواور عظیم الشان پیغمبر حضرت داؤدؑاور سلیمانؑ ہیں جو کثرتِ ازواج کی بناپر مشہور ہیں۔اگرچہ یہود ان کا شمار انبیاء کے بجائے سلاطین میں کرتے ہیں۔ تفسیر خازن داؤد علیہ السلام کے واقعہ کے ضمن میں لکھتے ہیں: "كا ن لداؤد تسع وتسعون امرأة...الخ [45] "داؤدؑ کی ننانوے بیویاں تھیں۔"

نیز بائبل کی کتاب تواریخ نمبر ا، باب نمبر ۳ میں ان کی نو بیویوں اور بچوں کے اسماء مذکور ہیں۔ حضرت سلیمانؑ کے متعلق مستند روایات میں یہ بات آئی ہے :":قال سليمان لأطوفنّ الليلة على تسعين امرأة [46] "

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی ننانوے(99) بیویاں تھیں۔ جبکہ بائبل کتاب سلاطین، اوّل میں ہے کہ :"سلیمان ان ہی کے عشق کا دَم بھرنے لگا اور اس کے پاس سات سو شہزادیاں اس کی بیویاں اور تین سو حرمیں تھیں...الخ. [47]-"

ان کے علاوہ حضرت موسیٰؑ جن کی اتباع کا دعویٰ یہود و نصاریٰ کرتے ہیں بائبل کتاب خروج میں ان کی بھی دو شادیوں کا ذکر ہے:

"اور موسیٰ اس شخص کے ساتھ رہنے کو راضی ہو گیا، تب اُس نے اپنی بیٹی صفورہ موسیٰ کو بیاہ دی۔ [48] دوسری شادی کا ذکر "گنتی" میں ہے :"اور موسیٰؑ نے ایک کوشی عورت سے بیاہ کر لیا [49] جب کہ ایک محقق لکھتے ہیں:"موسیٰؑ کی بھی چار بیویاں تھیں [50]"

خلاصۃ البحث

یہ ایک حقیقت ہے کہ تعددازواج اسلام کا آئینی اور شرعی حکم ہے جو انسانی اور فطری تقاضوں کے عین مطابق ہے۔جو بے سہارا عورتوں کے لیے سہارے کا سبب، جنسی بے راہ روی کے خاتمے کا ذریعہ۔اس حوالے سے جہنم لینے والی مہلک اور لاعلاج بیماریوں کے خاتمے کا سبب ہے۔اسلام میں اس کی اجازت عدل اور نفقہ پر قدرت کی شرط کیساتھ دی ہے۔ عورتوں اور بالخصوص مسلمان عورتوں کی جانب سے اس بارے منفی رد عمل غیر مناسب

غیر معقول اور فطری ہے جو مسلمان معاشرے کے لیے پریشانی کا باعث ہے معاشرے میں عورتوں کی بڑھتی تعداد کے پیش نظر عورتوں میں اس حوالے سے شعور اجاگر کرنے کی ضرورت ہے۔ رہی بات معترضین کی تو ان کی غلط بیانی کو اس مقالے میں دلائل سے کیا جاچکا کہ مذاہب الہامی ہوں کہ غیر الہامی ان میں تعدد ازدواج رائج رہا ہے اس کے باوجود اعتراضات اس بات کا بین ثبوت ہے کہ یہ لوگ یا تو اپنے مذہب سے بے خبر ہیں اور یا متعصب ہیں۔

References

[1] The institution of Polygamy in Modern India and the contemporary Islamic World, Faculty of Law, D.U., Pg.119.

[2] A.S Altekar, the Position of Women in Hindu Civilization, New Delhi, Motilal Banarsidass Publishers Private Limited, 2016, P105.۔

[3]-Al berunī,Abū reḥān Muḥammad bin Aḥmad:Taḥqīq ma lil Hind min maqūlatin maqbūlah fil aqal aw marzūlah Almārūf bi kitābil Hind,Lahore book tak,2011,Pg:470

[4]-Kitāb Paidaish,25:1

[5]- Wester Marck, the Future Marriage in Western Civilization, London, 1936, P173۔.

[6]-Al Aarāf,167:7

[7] -Kitāb Paidaish,Bab,25:1

[8]-Gastāwlī bān,Doctor:"Tamadun –e- Arab" Lahore.Maqbul Academi 1960,Pg:373

[9] .Toy, C. H. (1904). "Encyclopedia Biblica". The American Historical Review. 9 (2): 341–342.

[10] ۔Abram Leon Sachar, A History of the Jews, New York, 1972, P94.

[11] -Horper's Bible Dictionary by Madeleine Smiller Etc, P421۔

[12]-Kitab al Khirāj 13:2

[13]-Qafiyūn,1:16

[14]Abid,4

[15]-Kitāb al Istiṣna10 to 2:13

[16] ۔Abram Leon Sachar, A History of the Jews, New York, 1972, P94

[17]-Kitāb Paidaish,Bāb,29:23

[18]-Abid 29:34

[19]-Abid 28:29

[20]-Abid 29:29

[21]Kitāb al Khurūj,2:13

[22]Qafiyūn,1:16

[23]Abid,4

[24]Kitāb al Istiṣna10 ta 12:13

[25]Somoil,26:23

[26]Abid,18:27

[27] Abid,19:27

[28]Abid,11:26
[29]Abid,17:27
[30]Abid,20:30
[31]Khālid Alawī,Doctor"Islām kā Muashiratī Nizām" Lahore,Idāra Islamiāt,Pg:134
[32]Al Nisā,3:4
[33]Dehlavī,Abdul Hamīd,"Sirat –e- mehbūb- e -kāināt"Karachi,Darul Ishā't,Pg:56
[34]Usmānī,Zafar Ahmad,:"A'la Al Sunan,Karachi,Idāra Al Qurān wa Al Ulūm wa Al Islāmia 1418 h,Vol11,Pg:63
[35]Al Nisā 129:4
[36]Al Nūr,33:24
[37] Abdul Karīm Zīdān,Doctor,"Al mufaṣal fī Al Aḥkām Al marah" Beirut,Muasisa Al risalah,1994,Vol 2,Pg:286
[38]Abid, 286
/http://mazameen.com/politics/milli-issues
[39]Nomānī,Abdul Rashīd Talḥa,Islām me Ta'dud –e- Azwāj ka masala, http://mazameen.com/politics/milli-issues
[40]Kitāb e Muqadas,Paidaish,Bab4,Ayat19,Pg:8,Nashir Bible Society,Lahaore
[41] Ibn e Kaṣir,Imād Al dīn Abū Al fidā Ismā´il: Al bidaya wa Al nihaya, Beirut,Maktaba Al Maarif,1991,Vol 1,Pg:234
[42]Kitāb e Muqadas,Paidaish,Bāb31,Ayat47,Pg:3, Bible Society,Lahaore
[43]Chodrī,Ghulām Rasūl: Maẓāhib –e- A´ālam kā Taqābulī Mutāla,Lhahore,Ilmī Kutub Khāna,Pg:157
[44]Kitāb- e- Muqadas,Paidaish,Bāb26,Ayat26,Pg:934, Bible Society,Lahaore
[45] Al Khāzin Alī bin Muḥammad,Tafsīr Al Khāzin,Peshawar,Dārul Kutub Al Arabia,Pg: 35
[46] Abid,Vol 12,Pg: 41
[47] Kitāb e Muqadas,Khuruj,Bab 2,Ayat21 ,Pg:37,Nashir Bible Society,Lahaore
[48]Kitāb e Muqadas,Paidaish,Bab2,Ayat21 , Bible Society,Lahaore
[49]Kitāb e Muqadas,Gini,Bab12,Ayat1,Pg:137,Nashir Bible Society,Lahaore
[50]Abdul Al Alim Mahir,Sirat e Nabawi ka Izdiwaji Pehlu,Mahnama Al Siraj,Jhanda Nagar Nipal,1996,Vol 3,Issue 3,Pg:16